خانوادۂ نبوت کا اسوۂ حسنہ

تحریر

صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا (رجسٹرڈ)

اسلام آباد، کراچی

یا اللہ عزوجل　　ترجمۂ قرآن　　یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کنزالایمان شریف

- قرآن پاک کا صحیح اور سب سے مقبول ترجمہ۔
- سلیس و رواں ہونے کے ساتھ ساتھ روح قرآن کے قریب تر۔
- یہ ترجمہ لفظی بھی ہے اور بامحاورہ بھی یعنی لفظ و محاورہ کا حسین امتزاج۔
- عوامی لغات اور بازاری بولی سے یکسر پاک۔
- آیات کے سیاق و سباق کے اعتبار سے الفاظ کے موزوں ترین معانی کا انتخاب۔
- قرآن پاک کے اصل منشاء مراد کو بیان کرنے والا۔
- بارگاہ الٰہی کے تقدس اور احترام نبوت کا کماحقہ پاسدار۔
- مسلک اہلسنّت وجماعت اور سلف صالحین کا سچا ترجمان۔
- بے شمار خوبیوں سے مالا مال واحد مہذب ترجمۂ قرآن "کنزالایمان"۔
- ایک عادل کے لئے قرآن پاک کے اردو ترجمہ کنزالایمان کے انتخاب کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں۔
- اپنے ایمان کی حفاظت کیلئے تعصب کی عینک اتار کر کنزالایمان کا ہی مطالعہ کیجئے۔

ترجمے والا قرآن پاک خریدتے وقت کنزالایمان ہی خرید کریں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خانوادۂ نبوت کا اسوۂ حسنہ

سید وجاہت رسول قادری

(تدوین وپیشکش: صاحبزادہ سید محمد سطوت رسول قادری)

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل

کراچی: آفس :25 جاپان مینشن، ریگل چوک، صدر کراچی، (74400)، پوسٹ بکس نمبر 489

فون: 021-7725150، فیکس: 021-7732369، E.mail: marifraza@hotmail.com

نام	-----	خانوادۂ نبوت کا اسوۂ حسنہ
تحریر	-----	صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری
تدوین وپیشکش	-----	صاحبزادہ سید محمد سطوت رسول قادری
حروف سازی	-----	شیخ ذیشان احمد قادری
پروف ریڈنگ	-----	حافظ محمد علی قادری
صفحات	-----	۳۸
سن اشاعت	-----	۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء
پبلشرز	-----	المختار پبلی کیشنز، کراچی، فون ۷۷۲۵۱۵۰-۰۲۱
ھدیہ	-----	۱۵/= روپیہ

مراکز ترسیل

﴿۱﴾ 25، جاپان مینشن رضا چوک (ریگل) صدر، کراچی۔فون:7723150

﴿۲﴾ ضیاء الدین پبلی کیشنز، نزد شہید مسجد کھارادر، کراچی۔فون:2203464

﴿۳﴾ کاظمی کتب خانہ عقب جامعہ غوث اعظم، داتا گنج بخش روڈ، رحیم یار خان، فون:0731-71361

﴿۴﴾ سادات پبلی کیشنز، لاہور (پرگریسو بکس، اردو بازار، لاہور۔042-7352785

﴿۵﴾ مکتبۂ زاویہ ۱۰-مرکز الاولیس (سستا ہوٹل) دربار مارکیٹ، لاہور۔فون:042-7113553

﴿۶﴾ مکتبۂ اہلسنت برائٹ کارنر، نزد چاندنی چوک، کراچی

﴿۷﴾ مکتبۂ قادریہ، برائٹ کارنر، چاندنی چوک، کراچی۔فون:4944672

﴿۸﴾ مکتبۂ رضویہ، گاڑی کھاتہ آرام باغ، کراچی۔فون:2627897

﴿۹﴾ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، انفال سینٹر، اردو بازار، کراچی۔فون:2210212

قادریہ پبلشرز

5/A، کارابھائی کریم جی روڈ، نیا آباد، کراچی۔فون:7529937

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۱)

سید الشہداء

امام حسین عالی مقام رضی اللہ عنہ

کا مقامِ قناعت و توکل

اسلام ایک دینِ کامل ہے، یہ محض فکر کا نام نہیں عزم و ارادے کا بھی نام ہے، یہ محض علم کا نام نہیں عمل کا بھی نام ہے، محض تبلیغ کا نہیں تعمیل کا بھی نام ہے، محض توجیہہ کا نہیں، تخلیق کا بھی نام ہے، محض مقصودِ حیات کے جاننے کا نہیں، اس کے پالینے کا بھی نام ہے، اسلام محض فلسفیانہ موشگافیوں کا نہیں بلکہ عملی جدوجہد اور ریاضت کے ذریعہ نتائج پیدا کرنے کا نام ہے۔ یہ ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔

یہ شہادت گہہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلمان ہونا

قرآن کریم نے حضور اکرم نور مجسم ﷺ کی بعثتِ مبارکہ کا مقصد تزکیۂ نفس اور علم وحکمت کی تعلیم فرمایا ہے: آل عمران کی ۱۶۴رویں آیت میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَۃَ

وہ رسول ﷺ ان پر اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھتے ہیں، اور ان کا تزکیۂ نفس فرماتے ہیں (یعنی انہیں پاک کرتے ہیں) اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتے ہیں

خود مُعلّمِ انسانیت حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

بعثت لا تمم مکارم الاخلاق

یعنی میں تو مبعوث ہی اس لئے ہوا ہوں کہ لوگوں کے اخلاقی اقدار کو بلند کروں۔

نفس کی اصلاح سے ہی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور اسلامی احکام کو سرانجام دیا جاسکتا ہے، نفس کی تطہیر سے ہی اخلاق بلند ہوتے ہیں۔ اس لئے اسلام کا جو اصل کام ہے وہ تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا فیضانِ نظر تھا کہ صحابۂ کرام اور اہل بیتِ اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک ایسی مقدس جماعت تیار ہوئی جو تمام دنیا کی معلم و رہبر بنی اور ایک زمانے کو مکارمِ اخلاق کا درس دیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہِ پاک نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نفوس کو نفوسِ قدسیہ بنادیا۔ ان کے سینے نور مصطفےٰ ﷺ

سے روشن تھے، ان پر حقائقِ اشیاء منکشف تھیں، ان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی سرکارِ دو عالم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا آئینہ تھی۔ سرورِ کائنات ﷺ کی تربیت نے اس پاک جماعت کے ہر فرد کو تواضع وانکساری، حلم و بردباری، نرمی وخوش خلقی امانت ودیانت، صدق وصفا، ایفائے عہد، عفو ودرگزر، عدل و احسان، صبر وشکر اور قناعت وتوکل وغیرہ جیسی اعلیٰ صفات کا پیکر اتم بنا دیا تھا۔ خلفائے راشدین خصوصاً، سیرت و وصفات میں اپنے مزکّی و مربّی اور معلم رسول اللہ ﷺ کے مظہرِ اتم تھے۔

حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس اعتبار سے آنے والی امت کیلئے ظاہری و باطنی علوم کا منبع و سرچشمہ ثابت ہوئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے صاحبزادگان حضرات حسنین کریمین یعنی حضرت امام حسن اور شہید کربلا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما حضور انور ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نورِ نظر تھے۔ انہوں نے تاجدار انبیاء ﷺ کی آغوشِ مبارک میں نبوّت کے سایہ تلے آنکھ کھولی اور بابِ العلم، امام المشارق والمغارب، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے زیرِ تربیت پرورش پائی، علم وحکمت کی تعلیم حاصل کی اور سلوک کی منازل طے کیں۔

شہزادۂ گلگوں قبا سید الشہدا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جن کی شہادت کی یاد ہر سال ماہ محرم میں منائی جاتی ہے، ۵/شعبان المعظم ۴ھ کو مدینہ طیبہ میں تولد ہوئے۔ سرکار دو عالم ﷺ آپ سے بہت محبت فرماتے تھے۔ آپ کی محبت کا اندازہ آپ کی اس حدیث مبارکہ سے لگایا جاسکتا ہے

کہ آپ نے فرمایا کہ:

''جس نے حسین سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی''

ایک اور جگہ ارشاد گرامی ہے کہ:

''اے اللہ میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت فرما، اور اُس سے بھی محبت فرما جو اس سے محبت کرے''

اے دل بگیر دامنِ سلطانِ اولیاء
یعنی حسین ابنِ علی جانِ اولیاء

کسی انسان کے مقام کا اندازہ تین باتوں سے ہوتا ہے:

۱- اس کا حسب ونسب کیا ہے،

۲- کس ماحول میں اس کی پرورش پرداخت ہوئی اور،

۳- کن اساتذہ سے اس نے تعلیم حاصل کی۔

جو ذات، تاجدارِ کون ومکاں ﷺ کا جگر گوشہ ہو، جس نے گہوارۂ نبوت میں پرورش پائی ہو، نگاہِ نبوت نے جس کے قلب ونظر کو روشنی دی ہو اور بابُ العلم، امام المشارق والمغارب، امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے جس نے ظاہری و باطنی علوم میں کمال حاصل کیا ہو اس کے بلند مقام کا اندازہ انسانی عقل کے ادراک سے باہر ہے۔ یوں تو حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کی پوری زندگی حضور ﷺ کی سیرت وکردار کا آئینہ ہے لیکن واقعۂ کربلا کے حوالے سے یزید کی آمریت کے خلاف آپنے جس جرأت وپامردی، صبر واستقلال اور توکل وقناعت کا مظاہرہ کیا ہے وہ حضور اکرم

ﷺ کی نبوی صفات کا مظہرِ اتم ہے، جس کی مثال شاید بنی اسرائیل کے انبیاء کے علاوہ قیامت تک کسی ذات اور کسی خانوادے میں نہیں مل سکتی۔ اسلام کی نشر و اشاعت اور اس کی بقاء کے لئے اب تک بے شمار مسلمان شہید کئے گئے مگر ان تمام لوگوں میں سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت بے مثل ہے۔

جب پانی کا وجود نہیں ہوتا انسان کو پیاس کی شدت کم محسوس ہوتی ہے لیکن جبکہ چاروں طرف پانی کی بہتات ہو، میٹھے اور ٹھنڈے پانی کا دریا روانی سے بہہ رہا ہو، اردگرد ہر کس و ناکس حتیٰ کہ جانور تک سیراب ہو رہے ہیں مگر جو شخص تین دن کا بھوکا پیاسا ہو اسے پانی پینے دینا تو درکنار پانی کے قریب بھی نہ جانے دیا جائے تو اس کی تکلیف کا کیا حال ہوگا۔

میدان کربلا کا یہی نقشہ تھا۔ اس پر ظلم کی انتہا یہ کہ دشمنی حسین رضی اللہ عنہ سے تھی لیکن اس دشمنی کی سزا آپ کے ساتھ آپ کے رفقاء، عزیز و اقارب اہل و عیال حتیٰ کے معصوم شیر خوار بچوں کو بھی دی گئی اس طرح کے انہیں بھی تین دن تک بھوکا اور پیاسا رکھا گیا۔ اس ظلم و ستم اور جور و جبر کی مثال تاریخِ انسانی میں نہیں ملتی، انسان اپنی بھوک و پیاس کی تکلیف تو برداشت کر لیتا ہے لیکن جب اس کی نگاہوں کے سامنے اس کے اہل و عیال بھوک و پیاس سے نڈھال ہو کر جان دے رہے ہوں اور چھوٹے چھوٹے معصوم بچے تڑپ تڑپ کر آغوشِ مادر میں انتقال کر رہے ہوں تو بڑے سے بڑے آدمی کے پائے استقلال میں لغزش آ سکتی ہے اور یہ کرب انگیز منظر اس

کو پاگل بنانے کیلئے کافی ہے۔ بڑے سے بڑا بہادر اور قوی سے قوی اعصاب کا مالک بھی ایسے جبر واستبدار کے عالم میں گھٹنے ٹیک دے گا۔

پھر غور فرمائیں کہ اس شخص کے دلی کرب کا عالم کیا ہوگا کہ کھانے پینے سے روکنے والے خود کو مسلمان کہتے ہوں اس کے نانا جان کا کلمہ پڑھتے ہوں اس کے پیچھے اپنی نمازیں ادا کرتے ہوں مگر اس نواسۂ رسول پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑتے ہوں۔

پھر یہ کہ وطن سے دور تپتے ہوئے صحرا میں کڑی دھوپ ہے گرم ہوا کے تھپیڑے ہیں۔ رات ہے، ھو کا عالم ہے، اور یہ اندیشہ بھی دامن گیر ہے کہ اس کی شہادت کے بعد اس کا سارا ساز وسامان ظالم وجابر لٹیرے لوٹ لینگے، خیمہ جلا دیا جائے گا، مستورات کو بے سہارا کیا جائیگا ان کی بے حرمتی کی جائیگی۔ ننھی منی معصوم جانوں کو دھمکایا جائے گا اور پھر ان سب کو پابہ جولاں کر کے قید وبند کی مصیبوتوں میں مبتلاء کیا جائے گا ان حالات میں رستم بھی حوصلے ہار جاتا اور اپنی گردن ظلم کے آگے جھکا دیتا۔

لیکن خانوادۂ نبوت کا چشم وچراغ ظلم وستم اور جبر واستداد کے اس ہولناک صحرائے کرب وبلا میں مصائب وآلام کی آندھیوں کے باوجود روشنی بکھیرتا رہا۔ اس کی اپنی زندگی کا چراغ بظاہر بجھ گیا۔ لیکن حریت وآزادی اور اسلام کی روشنی کا ایک ایسا چراغ وہ روشن کر گیا۔ جو قیامت تک نہیں بجھایا جا سکتا۔ اور آج تک ان کا یہ عمل دشمنان اسلام کو للکار رہا ہے کہ ؎

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا

حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ نے تمام مصائب و تکالیف خود بھی خندہ زن ہو کر برداشت کئے اور اپنے اصحاب و عترت کو بھی اس کی تلقین کرتے رہے۔ وہ باطل یزیدی طاقت کے سامنے صبر و رضا کے پہاڑ بن کر قائم رہے۔ قناعت و توکل کے آہنی پیکر بن کر یزیدیت کا مردانہ وار مقابلہ کیا اور دنیا کو دکھا دیا کہ تمام جسم کو تلواروں اور نیزوں سے زخم زخم تو کیا جا سکتا ہے مگر مومن صالح کے پائے ثبات میں لغزش نہیں آسکتی۔ راہ حق میں اپنا اور اپنے اہل عیال کا سر کٹا دیا اپنے مقدس اور نازک جسموں کو گھوڑے کے ٹاپوؤں سے روندوا دیا لیکن باطل کے آگے سر نہ جھکنے دیا۔ کسی نے سچ کہا ہے۔

قناعت تونگر کند مرد را

(قناعت انسان کو اللہ کے سوا سب سے بے نیاز کر دیتی ہے)

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی بے مثال شہادت نے یزیدیت کو ہمیشہ کیلئے موت کی نیند سلا دی، وہ خود زندۂ جاوید ہو گئے اور اسلام کو نئی زندگی بخش گئے۔

قتلِ حسین اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

اے شہید کربلا شاہِ گلگوں قبا! آپ کے جذبۂ صداقت و حریت کو لاکھوں سلام ہو کہ آپ نے اپنے خونِ رنگیں سے چمنِ اسلام کی آبیاری کی۔ اے حق و صداقت کے علمبردار! آپ پر اور آپ کے حلقہ بگوشان مٹھی بھر

جانثاروں کو لاکھوں سلام کہ جنہوں نے عزم وعزیمت کا پیکر بن کر اپنی جانیں آپ کے قدموں پر نچھاور کردیں اور سید عالم ﷺ کی اس بشارت کے حق دار بن گئے:

''جس نے حسین سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی''

اے سالار شہداء امت! آپ کے خانوادہ کی ان طاہر وطیب اور بہادر خواتین، مردوں جوانوں اور معصوم بچوں کو سلام کہ جنہوں نے دشت غربت میں دشمنان دین کے نرغے سے فرار ہونے کے مواقع اور آپ کے بار بار اذن دینے کے باوجود آپ کے دامن کرم سے جدا ہونا گوارا نہ کیا اور آپ کی عزت وآن پر اپنی جانیں قربان کردیں۔

اس شہیدِ بلا شاہِ گلگوں قبا
بیکسِ دشتِ غربت پہ لاکھوں سلام

باقیِ ساقیانِ شرابِ طہور
زینِ اہلِ عبادت پہ لاکھوں سلام

اور جتنے بھی ہیں شہزادے اس شاہ کے
ان سب اہلِ مکانت پہ لاکھوں سلام

جلوہ گیانِ بیت الشرف پر درود
پردگیانِ عفت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(۲)

سید امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا

فلسفۂ عبدیت
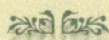
سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسوۂ مبارکہ کے حوالے سے اللہ کی بندگی کا مفہوم درج ذیل قرآنی آیت کی عملی تفسیر ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِکَةُ اَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ○ (حٰمٓ السجدہ ۴۱:۳۰)

''بیشک وہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے اور پھر اس پر قائم رہے۔ ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ نہ ڈرو، نہ غم کرو

اور خوش ہو اس جنت پر جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا''

(کنزالایمان)

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات گرامی ایک ایسا منارۂ نور ہے کہ جس سے نہ صرف عالمِ اسلام بلکہ پوری عالم انسانیت ہر دور اور زمانے میں کسبِ نور کرتی رہے گی۔ آپ کا سفر کرب و بلا، فرض شناسی، وفا شعاری، عزم و ہمت اور استقامت و عزیمت کا سفر ہے۔ آپ کی یہ امتیازی شان کیوں نہ ہو کہ آپ نے آغوشِ نبوت میں پرورش و تربیت پائی۔ بھلا اس کے کردار کی عظمتوں اور اخلاق کی خوبیوں کا اندازہ کون لگا سکتا ہے جس کے ظاہر و باطن کو رسولِ معظم نبیِ اکرم ﷺ کی نگاہِ کیمیا گر نے سنوارا اور جلا بخشی ہو۔

آقائے دو جہاں ﷺ کو اپنے نواسے، یعنی جگر گوشۂ خاتون جنت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جو قربت اور محبت تھی اس کا اندازہ آپ کے اس ارشاد مبارک سے ہوتا ہے کہ:

اَلْحُسَیْنُ مِنِّیْ وَاَنَامِنَ الْحُسَیْن

''یعنی حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں''

اس اعتبار سے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت و کردار رحمت عالم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا پرتو تھی۔ آپ عبادت و ریاضت، زہد و تقویٰ، صبر و رضا، جود و سخا، خُلق و عطا، نشست و برخواست، ادب و آداب، عفو درگذر، ہمت و عزیمت، قرآنی بصیرت اور فکری وسعت، غرض تمام

معاملات میں اپنے نانا محمد رسول اللہ ﷺ، اپنے والد ماجد حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور اپنی والدہ ماجدہ خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کمالات کے مظہر و جامع تھے۔

آپ (امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ان اکابرین اسلام میں ہیں کہ جن کی پوری زندگی صبر و رضا اور اللہ کی بندگی و عبادت میں بسر ہوئی۔ دیکھا جائے تو آپ کی حیات کا ایک ایک لمحہ اللہ رب العزت کے اس ارشاد کی تفسیر نظر آتا ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ (الطور ۵۲-۵۶)

''یعنی اللہ نے جنوں اور انسانوں کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ اس کی بندگی بجالائیں''

اس آیت کریمہ کی روشنی میں اسلام میں عبادت کا مفہوم دیگر مذاہب کی رسمی عبادات یعنی نماز، روزہ وغیرہ سے زیادہ وسیع اور زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی ہے، تبھی تو ایسی بندگی کو زیر نظر آیت کریمہ میں ایسا مقصد حیات بتایا جا رہا ہے جو حیات کے تمام گوشوں پر چھایا ہوا ہے۔ یعنی یہ زندگی مستعار مکمل طور پر اللہ کی محبت، اس کی خشیت اور اس کے احکام (امر و نواھی) کے مطابق اس طرح بسر ہو کہ ایمان اپنے کمال کے آخری نکتے یعنی ''ایمان بالغیب'' سے ''ایقان باللہ'' تک پہنچ جائے اور یہی رضائے الٰہی کا مقصود ہے اسی بات کو ایک اور مقام پر قرآن مجید یوں بیان کرتا ہے۔

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ (الحجر ۱۵-۹۹)

''اپنے پروردگار کی مرتے دم تک عبادت کرو
یہاں تک کہ تمہیں یقین حاصل ہو جائے''

سید الشہداء امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ساری زندگی اسی کامل یقین کے حصول سے عبارت ہے اور اسلامی عبادت کے اسی مفہوم کی عملی تشریح ہے۔ چنانچہ آپ سے جب کسی نے بندگی کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے اس کی تعریف یوں کی کہ:

''بندگی یہ ہے کہ بندہ اپنے آپ سے باہر ہو جائے یعنی ذات احدیت میں ایسا غرق وفنا ہو جائے کہ اپنے وجود کا درمیان میں وجود نہ ہو'' (نور الابصار ومسالک مساکین، ص۲۰۶/ج۱- کشف المحجوب ص۱۲۲)

امام حسین رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی بندگی کا یہ سلیقہ رسول اللہ ﷺ کی آغوش مبارک سے سیکھا، امر ونواھی کی سختی سے پیروی کی، دوسروں کو یہی تعلیم دی اور خود اس کا بہترین نمونہ اپنی عظیم شہادت کے روپ میں چھوڑا جس کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ آپ نے جان دیدی مگر رسمِ شبیری نہ چھوڑی، زندگی نذر کر دی لیکن طریقِ بندگی ترک نہ کیا۔

آپ نے اپنی تمام زندگی اسوۂ نبی کریم ﷺ کی کامل پیروی میں اس طرح گزاری کہ شب خوف الٰہی سے لرزتے، اللہ کے حضور سجدہ ریزی میں بسر ہوتی اور دن مخلوقِ خدا کی خدمت اور حاجت [illegible] میں [illegible] کرتے۔ لیکن جبینِ نیاز اللہ کے سوا کسی طاغوت کے آگے نہ جھکی اور نہ جھکائی جا سکی۔

آپ نے اسلام کے احکام کی پابندی مشکل سے مشکل حالات میں

بھی کی۔ کرب و بلا کے تپتے ہوئے ریگزار پر آپ انتہائی بھوک و پیاس کی شدت، موسم کی سختی وحدت اور جانی دشمنوں کے ظلم و بربریت کے باوجود خود بڑی پابندی اور صبر و استقامت سے عبادت و ریاضت میں مشغول رہے اور اپنے اہل و عیال اور دیگر ساتھیوں کو بھی اس میں مشغول رکھا۔ حتیٰ کہ میدان کارزارِ کربلا میں زخموں سے چور چور بدن کے ساتھ اس وقت بھی عزم و ہمت اور عزیمت و دعوت کی راہ اختیار کی جب کہ شریعت بھی رخصت عطا کرتی ہے۔ آپ نے اپنے قاتلین سے، نہ پانی چاہا، نہ کھانا اور نہ جان کی امان چاہی مگر چاہا تو اتنی رخصت، کہ نماز میں مشغول ہو جاؤں اور اللہ مالک الملک کے حضور سجدہ ریز ہو جاؤں تو میرے جسم کے ساتھ جو بھی چاہو کرو اس لئے کہ جب میں نماز میں مشغول ہوتا ہوں تو میرا حال حدیث جبرئیل میں بیان کردہ حضور اکرم ﷺ کے اس حکم مبارک کا ہوتا ہے کہ:

''تو عبادت اس طرح کر گویا تو اس کو دیکھ رہا ہو''

اسوۂ حسینی انہی اوصاف و کمالات کے حوالے سے تاریخ اسلام کے اہم باب کا عنوان بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں امام حسین عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جذبۂ استقامت فی الدین، ذوقِ بندگی، شوقِ شہادت، اور جذبِ دروں عطا فرمائے تاکہ ہماری زندگی کا مقصد صرف اور صرف اللہ اور اس رسول ﷺ کی رضا کا حصول بن جائے۔ (امین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم)

☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۳)

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی
شجاعت و جوانمردی
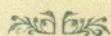
قرآن کریم نے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں، مصیبت میں صبر کرنے والوں اور اللہ کی رضا کے لئے جادۂ استقامت اختیار کرنے والوں کی کچھ خصوصیات بیان کر کے مندرجہ ذیل بشارتیں دی ہیں:

وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ ۞ الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْھُمْ مُّصِیْبَۃٌ ۙ
قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۞ اُولٰٓئِکَ عَلَیْھِمْ

صَلٰوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ قف وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ○ (البقرہ: ۱۵۵-۱۵۷)

''اور (اے حبیب ﷺ) خوشخبری سناؤ صبر والوں کو کہ جب ان پر کوئی مصیبت پڑے تو کہیں ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا۔ یہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی درودیں ہیں اور رحمت، اور یہی لوگ راہ پر ہیں'' (کنزالایمان)

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ○ (۳۰)

''بیشک وہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے۔ ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ نہ ڈرو، نہ غم کرو اور خوش ہو اس جنت پر جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا'' (کنزالایمان)

حضرت امام حسین عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات مبارکہ، ان کی سیرت و کردار غرض ان کی کتاب زندگی کا ایک ایک ورق مذکورہ بالا آیات مقدسہ کی تفسیر ہے۔

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آغوش نبوت کے پروردہ ''اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْن'' کے تربیت یافتہ اور ''اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ'' کے

قرآنی الفاظ سے خطاب یافتہ ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ سرورِ عالم، عالمِ مَاکَانَ وَمَایَکُوْن ، صاحبِ مقامِ قابَ قوسین صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے استاد، مربی اور مرشد ہیں۔ جس نے منبع وحی ونبوت سے براہ راست کسب فیض کی سعادت حاصل کی ہو بھلا اس کے فضل وشرف کا کیا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

حسین ابن علی کی اوج و رفعت کوئی کیا جانے
حسن جانے، علی جانے، نبی جانے ، خدا جانے

حضور اکرم ﷺ آپ سے تمام بچوں سے زیادہ محبت فرمایا کرتے تھے کیونکہ آپ حد درجہ نیک دل، خدا پرست، رحم ومروت کے پیکر، اور بہادر وشجاع تھے۔ اخلاقِ حسنہ میں آپ سرکار ابد قرار صاحبِ خلقِ عظیم ﷺ کی صفات وکمالات کا مظہر اتم تھے، شجاعت و بہادری اور جذبۂ جہاد وایثار شیرِ خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ورثہ میں ملے تھے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی دردناک شہادت کی خبر بچپن ہی میں ہوگئی تھی یہاں تک کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ کے مقتل، کربلا کی خاک بھی بارگاہ رسالت میں پیش کردی تھی، لیکن اس حادثۂ عظیم پر مطلع ہونے کا باوجود آپ نے نہایت خندہ پیشانی سے اس ساعت کا انتظار فرمایا اور امتحانِ شہادت میں مردانہ وار صبر وتحمل کا ثبوت دیا اور اس حال میں بھی جہاں بڑے بڑے بہادروں اور عزم وہمت کی آہنی چٹانوں

کے قدم ڈگمگا جاتے ہیں اور ہمت ساتھ چھوڑ دیتی ہے، سرکار امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پائے استقلال میں ایک ہلکی سی لغزش بھی پیدا نہ ہوئی اور زندگی کی آخری گھڑیوں تک آپ جادۂ تسلیم و رضا سے سرمو پیچھے نہ ہٹے۔ سبطِ رسول امام حسین رضی اللہ عنہ شجاعت و بہادری میں اپنی مثال نہیں رکھتے تھے۔

مفکر اسلام امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی معرکۃ الآرا کتاب ''الامن والعلیٰ'' میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شجاعت کے متعلق حضور اکرم ﷺ کا ایک فرمان نقل کیا ہے کہ:

''ایک روز سیدہ خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا اپنے دونوں شہزادوں کو لیکر حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ ان دونوں شہزادوں کو کچھ عطا فرمایئے! تو آقائے دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حسن کو تو میں نے اپنا علم اور ہیبت عطا کی اور حسین کو اپنی شجاعت اور اپنا کرم بخشا''

سبط پیمبر امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کرب و بلا کے ریگزار میں انتہائی نامساعد حالات میں دین اسلام کی سربلندی کیلئے جس عظیم الشان قربانی، بلاکشی، جوانمردی اور اعلاءِ کلمۃ الحق کیلئے جس جرأت و ہمت اور عزیمت کا مظاہرہ کیا ہے تاریخ عالم اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

آپ کی ساری جدوجہد اصولی تھی، آپ نے اپنے عزم و استقلال

سے یہ ثابت کیا کہ مسلمان اور خصوصاً ان میں وہ جو حق وصداقت کے امین اور انبیاء علیہم السلام کے علوم کے وارث ہیں، کبھی باطل کی قوتوں کے آگے سرِ تسلیم خم نہیں کرتے ۔ وہ اللہ اور صرف اللہ کی حاکمیت کیلئے بڑی سے بڑی طاقت سے اپنی ظاہری بے سروسامانی کے باوجود اس یقین کے ساتھ نبرد آزما ہوتے ہیں کہ فتح بہرحال حق کی ہوگی ۔ آپ نے شہادت سے پہلے ۱۰ رمحرم الحرام کو میدان کرب وبلا میں جو بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا ہے، وہ آپ کے اس یقین، عزم واستقلال، جرأت وبہادری اور غیرت ایمانی کی روشن ترین مثال ہے۔

آپ فرماتے ہیں:

''اے لوگو! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی ایسا حاکم دیکھے جو ظلم کرتا ہے، خدا کی قائم کردہ حدود کو توڑتا ہے، خدا کے بندوں پر گناہ اور سرکشی سے حکومت کرتا ہے اور اسے دیکھنے پر بھی نہ تو اپنے فعل سے اس کی مخالفت کرتا ہے نہ اپنے قول سے، سو خدا ایسے آدمی کو اچھا ٹھکانہ نہیں بخشے گا۔ دیکھو یہ لوگ شیطان کے پیرو بن گئے رحمان سے سرکش ہوگئے ، فساد ظاہر، حدودِ الٰہی معطل ہیں ، مالِ غنیمت پر ناجائز قبضہ ہے ۔ خدا کے حرام کو حلال اور حلال کو حرام ٹھہرایا جارہا ہے، میں ان کی سرکشی کو حق وعدل سے بدل دینے کا سب سے زیادہ حقدار ہوں۔

معاملہ کی جو صورت ہوئی ہے تم دیکھ رہے ہو۔

دنیا نے اپنا رنگ بدل لیا، منہ پھیر لیا، نیکی سے خالی ہو گئی، ذرا سی تلچھٹ باقی ہے حقیر سی زندگی باقی رہ گئی، ہوس نا کی نے احاطہ کر لیا، افسوس تم دیکھتے ہو کہ حق پشت پر ڈال دیا گیا ہے۔ باطل پر اعلانیہ عمل کیا جا رہا ہے، کوئی نہیں جو اس کا ہاتھ پکڑ لے، وقت آ گیا ہے کہ مومن حق کی راہ میں بقائے الٰہی کی خواہش کرے میں شہادت کی موت چاہتا ہوں، ظالموں کے ساتھ زندہ رہنا بجائے خود جرم ہے''

آپ نے پھر فرمایا:

''اگر میں یہ لغزش کر جاتا، عزیزوں اور بچوں کی محبت مجھے بہکا دیتی تو زندگی کا عیش مجھ سے دور نہ تھا مگر اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے صبر اور استقامت بخشی اگر میں یزید کی بیعت پر راضی ہو جاتا تو یزید میرے پاؤں چومتا، مگر ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمانوں کیلئے صبر و استقامت اور خودداری کی بنیاد رکھوں تا کہ مسلمانوں کی آئندہ نسلیں اس پر عمارت کھڑی کر سکیں''

امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے اقوال اور سیرت مبارکہ ہمیں آج بھی ایسے معاشرے کے قیام کی دعوت دے رہے ہیں جو ہر طرح کے ظلم و استحصال سے پاک ہو اور جہاں ہر انسان کی زندگی کا مقصد اللہ کی رضا کا

حصول ہو۔ ارشاد نبوی علیٰ صاحبہا التحیۃ والثناء کے مطابق خاندانِ نبوت حوضِ کوثر تک قرآن کریم سے جدا نہیں ہوسکتا۔ اہل بیت نبوت کا یہ کارنامہ باقی سب کارناموں کی بنیاد ہے کہ کربلا کے میدان میں آزمائش کی مشکل ترین گھڑیوں میں صبر اور نماز سے ایک دم کیلئے بھی جدائی قبول نہیں کی، اسی کارنامے پر ان انعامات خداوندی سے وہ سرفراز ہوئے جس کا ذکر تمہید میں بیان کردہ آیات کریمہ میں ہے۔ آیئے ہم آیاتِ قرآن اور ارشادات نبوی کے مطابق اسوۂ حسین کو اختیار کریں تاکہ خدائی بشارت کے مستحقین میں شامل ہوجائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمدٍ والہ وبارك وسلم و آخرد عواناان الحمدللہ رب العالمین۔

☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(۴)

سبطِ پیمبر

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا

اسوۂ حسنہ
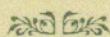
سیدنا امام زین العابدین سجاد ابن سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ذات مبارکہ خانوادۂ امام حسین عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ واحد مرد شخصیت ہے جو واقعہ کربلا کے وقت یزیدیوں کے ناپاک فوج کی یلغار سے محفوظ رہی اور جن کے سبب آج تمام دنیا میں سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسلِ مبارک پھل پھول رہی ہے اور ان شاء اللہ تا قیام قیامت نشونما پاتی رہے گی۔ آثار و سیر کی کتب میں صبر و قناعت، توکل علی اللہ، جرأت و عظمت،

استقامت، فی الدین، عفوو درگذر، رقت و نرمی اور رحمت و رافت آپ کی سیرت و کردار کی اہم خصوصیات بیان کی گئی ہیں۔ واقعہ کربلا کے عظیم حادثہ کے وقت آپ نے باوجود سخت علالت و نقاہت جس جوانمردی، صبر، قناعت و توکل اور حالت اسیری میں جس استقامت فی الدین اور رجوع الی اللہ کا مظاہرہ کیا ہے تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔

آپ کی حیات طیبہ مندرجہ ذیل قرآنی آیت کی تفسیر اور آپ کی شخصیت اس کی بشارتوں کی مصداق ہے:

وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ اِذَآاَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ اُولٰٓئِکَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ قف وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ۝ (البقرہ ۱۵۵-۱۵۷)

''اے حبیب ﷺ خوشخبری سناؤ صبر والوں کو کہ جب ان پر کوئی مصیبت پڑے تو کہیں ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا۔ یہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی درودیں ہیں اور رحمت، اور یہی لوگ راہ پر ہیں'' (کنزالایمان)

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت مبارک کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کی زندگی کے شب و روز اپنے جد کریم سیدنا محمد ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی، احکام شریعت پر عمل اور اس کی تبلیغ میں

گزرے۔ امام زین العابدین سیرت و کردار کے اعتبار سے اپنے والدِ ماجد
حضرت امام حسین عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکمل آئینہ تھے اور صورت
کے اعتبار سے اپنے جد امجد حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم
شبیہ تھے۔ سانحۂ کربلا کے وقت آپ کی عمر شریف ۲۲ سال کی تھی۔ آپ اپنی
بیماری اور انتہائی نقاہت کی وجہ سے اپنے والدِ ماجد کے حکم پر کربلا کے جہاد
میں شریک نہ ہو سکے۔ آپ آغوشِ نبوت کے پروردہ اور ''سابقون
الاولون'' کے تربیت یافتہ ہیں۔ آپ کا شمار بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ
بندوں میں ہوتا ہے۔

آپ نے دو برس تک اپنے دادا سیدنا علی مرتضیٰ شیرِ خدا کرم اللہ
وجہہ الکریم کی آغوش عاطفت میں پرورش پائی، بعدہٗ دس برس اپنے چچا سیدنا
امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اور گیارہ برس اپنے والد ماجد حضرت
امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تربیت پاکر علوم و معرفت کے عظیم
منازل طے فرمائے اور میدانِ کربلا میں امام عالی مقام گلگوں قبا کی شہادت
کے بعد منصبِ امامت پر فائز ہو کر علومِ نبوی کے وارث بنے۔

آپ کا صبر و شکر، اور حلم و بردباری مثالی تھا۔ آپ کی ذات کو
یزیدی قوتوں نے خصوصی طور سے ظلم و جور کا نشانہ بنایا۔ آپ نے مدینہ منورہ
سے کربلا کی سرزمین تک اپنے والد ماجد حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ کی
سربراہی میں ہجرت و عزیمت کا سفر طے کیا۔ پھر میدان کربلا میں مصیبتوں اور
بلاؤں کے پہاڑ ٹوٹتے دیکھے۔ شدید بیماری کے عالم میں جبکہ آپ کو اپنے

والد ماجد کے دست شفقت کی ضرورت تھی، آپ نے اپنی نگاہوں کے سامنے ان کو اور تمام خاندان کو بے بسی اور بے کسی اور غریب الوطنی کے عالم میں بھوکے پیاسے ایک ایک کر کے شہید ہوتے دیکھا۔ لیکن صبر و رضا کے دامن کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ پھر بے کسی اور بے بسی کا دوسرا سفر کربلا سے دمشق اور دمشق سے مدینۃ المنورہ کا شروع ہوتا ہے جس میں بیمار و نحیف امام المسلمین زین العابدین اور ان کے خانوادے کی پاک و طاہر خواتین کو پابہ جولاں برہنہ پا و برہنہ سر قریہ قریہ خاک چھنوائی گئی، طرح طرح کی ایذائیں دی گئیں اور خانوادۂ نبوت کی سر بازار رسوائی کا سامان کیا گیا۔ لیکن آپ کے پائے ثبات میں لغزش نہ آئی۔ ان نامساعد حالات میں بھی صبر و شکر اور تسلیم و رضا کا دامن نہ آپ نے چھوڑا اور نہ آپ کے خانوادے کے کسی فرد نے۔ پھر عبد الملک بن مروان نے آپ کو پابہ جولاں کیا، قید و بند میں ڈالا مگر آپ نے تمام مشقتوں کو برداشت فرمایا اور اف بھی نہ کی، بلکہ ہر دم و ہر قدم پر صبر و شکر اور تسلیم رضا کے پیکر بنے رہے۔ آپ نے سانحۂ کربلا کے بعد دنیا کی لذتوں کو بالکل ترک کر دیا اور یاد الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ شب و روز واقعات کربلا اور مصائب آل عبا کو یاد کر کے روتے تھے۔ جب بھی شفقت پدری اور ان کی بیکسی و بے بسی یاد آتی تو روتے روتے بے خود ہو جاتے۔

کثرت سے عبادت اور نماز پڑھنے کی وجہ سے آپ کا لقب سجاد، سید العابدین اور زین العابدین پڑ گیا۔ آپ کا اصل نام علی، کنیت ابو محمد، ابو الحسن، ابو القاسم اور ابو بکر ہے۔ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری

نظر میں (ان کے زمانے میں) ان سے بڑھ کر کوئی صاحبِ تقویٰ نہیں۔
خوف خدا کا یہ عالم تھا جب آپ نماز کیلئے کھڑے ہوتے تو آپ کے چہرے کا
رنگ اسقدر متغیر ہو جاتا کہ پہچاننا مشکل ہو جاتا۔

حضور اکرم رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ میں اجود الناس یعنی سب
سے زیادہ سخی ہوں۔ حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ کی ذات مبارکہ سرکار
دو عالم ﷺ کی اس صفت جوادی کی مظہر اتم تھی۔ آپ نے اپنی زندی میں دو
مرتبہ اپنا سارا مال و اسباب خدا کی راہ میں خیرات کیا۔ آپ کی سخاوت کا یہ
عالم تھا کہ بہت سے غرباءِ مدینہ آپ کے ٹکڑوں پر پلتے تھے لیکن ان کو یہ خبر نہیں
تھی کہ ان کا سامان خوراک یا اس کی رقم کہاں سے آتی ہے۔ آپ کے
وصال کے بعد یہ راز کھلا۔ امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وارث علم
نبی ہونے کی نسبت سے فصاحت و بلاغت بھی ورثہ میں ملی تھی۔ یزید پلید کی قید
میں جامع مسجد دمشق میں آپ نے جمعہ کا جو خطبہ دیا ہے وہ ایک طرف آپ کی
فصاحت و بلاغت اور دوسری طرف آپ کی حق گوئی و بیباکی کا بھی مظہر ہے
اس کے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں:

> ''اے لوگو تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ دنیا اور اس کی فریب
> کاریوں سے بچو، کیونکہ یہ وہ جگہ ہے جو زوال پزیر ہے، اس
> کے لئے بقا نہیں ہے، اس نے گذشتہ قوموں کو فنا کر دیا ہے
> حالانکہ تم سے زیادہ ان کے پاس مال و اسباب تھے، ان کی
> عمریں تم سے کہیں زیادہ لمبی تھیں، ان کے جسموں کو مٹی نے

کھالیا اور ان کے حالات پہلے کی طرح نہیں رہے۔ تو اب
اس کے بعد تم دنیا و مافیہا سے کس بہتری کی امید رکھتے ہو؟
افسوس! افسوس! خبردار! ہوشیار ہو جاؤ کہ اس دنیا سے
لپٹے رہنا اور اس میں مشغول ہو جانا بے فائدہ ہے لہذا اپنی
گذشتہ اور آئندہ کی زندگی پر غور و نفسانی خواہشات سے
فارغ اور مدت عمر ختم ہونے سے پہلے اس دنیا میں نیک کام
کرلو کہ جس کا اچھا بدلہ تمہیں آئندہ ملے گا''

اور آخر میں فرمایا!

''میں اس شہنشاہ ذی وقار کا بیٹا ہوں جسے درخشندہ تاج پہنایا
جائے گا میں بیٹا ہوں ابراروں کے سردار کا، میں اس کا بیٹا
ہوں جو ظلم سے قتل کیا گیا، میں اس کا بیٹا ہوں جس کا سر اقدس
نیزوں پر گھمایا گیا، میں اس کا بیٹا ہوں جس نے پیاسے راہ خدا
میں جان دی، میں بانی کربلا کا بیٹا ہوں، میں اس کا بیٹا ہوں
جس کا عمامہ اور چادر چھین لئے گئے میں اس کا بیٹا ہوں جس پر
آسمان کے فرشتے روئے۔

اے لوگو! خدا نے اچھی آزمائش کے ساتھ ہمارا امتحان لیا
ہمیں علم و ہدایت عطا فرمائی اور ہمارے مخالفین کو گمراہی کا
جھنڈا پکڑایا اور ہمیں جملہ عالمین پر بزرگی عطا فرمائی ہمیں
پانچ چیزوں کے ساتھ مخصوص فرمایا، جو کسی میں پائی نہیں جاتی

یعنی علم، شجاعت، سخاوت، محبت خدا اور محبت رسول ﷺ‘‘

امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میدان کربلا سے واپسی پر اپنے نانا حضور اکرم ﷺ کے بارگاہ قدس میں التجا وسلام پر مبنی جو قصیدہ پیش کیا تھا وہ عربی زبان کی فصاحت و بلاغت کا بہترین نمونہ ہے طوالت کے خوف سے اس کے صرف دو شعر پیش کئے جاتے ہیں۔

اِنْ نِلْتَ یَا رِیْحَ الصَّبَا یَوْماً اِلٰی اَرْضِ الْحَرَمْ

بَلِّغْ سَلَامِیْ رَوْضَۃً فِیْھَا النَّبِیِّ الْمُحْتَرَمْ

اے باد صبا اگر تجھے کسی دن حرم کی زمیں پر جانا ہو تو میرا سلام اس روضۂ اقدس تک پہنچا دینا جس میں عظمت والے نبی آرام فرما رہے ہیں

یَا رَحْمَۃً الِّلْعٰلَمِیْنَ اَدْرِکْ لِزَیْنِ الْعَابِدِیْنَ

مَحْبُوْسَ اَیْدِ الظَّالِمِیْنَ بِالْمَوْکَبِ وَالْمُزْدَھِمِ

اے رحمت اللعالمین زین العابدین کی دستگیری فرمایئے جو بھیڑ اور اژدھام میں ظالموں کے ہاتھوں گھرا ہوا ہے

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی ذات مبارکہ سے سادات کرام اور خاندان نبوت کا سلسلۂ نسب چلا اور خوب پھولا پھلا۔ آپ کی ذات گرامی شریعت وطریقت کا منبع تھی۔ شریعت وطریقت کے تمام سلاسل جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے واسطے سے عالم اسلام میں پھیلے ہیں اس کی نشرو اشاعت میں حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی ذات مرکزی حیثیت رکھتی ہے۔ آپ کی شہادت ۹۵ھ میں بعمر ۵۸ رسال زہر خورانی کی وجہ سے

ہوئی۔

سید العابدین رضی اللہ عنہ کے اقوال اور سیرت و کردار ہمارے لئے آج بھی مشعل راہ ہے، آپ کی ذات ہمیں اعلاءِ کلمۃ الحق کے ساتھ ایسے معاشرے کے قیام کی دعوت دے رہی ہے جو ہر طرح کے ظلم و استبداد اور استحصال وارتداد سے پاک ہو، اور ہر انسانی زندگی کا مقصد اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا کا حصول ہو۔

ارشاد نبوی کے مطابق خاندان نبوت حوض کوثر تک قرآن کریم سے جدا نہیں ہوسکتا۔ خاندان نبوت کا یہ کارنامہ باقی سب کارناموں کی بنیاد ہے کہ کرب و بلا کی حشر سامانیوں سے لیکر آزمائش کی تمام مشکل ترین گھڑیوں میں صبر اور نماز سے ایک دم کے لئے بھی جدائی قبول نہیں کی۔ اسی کارنامے پر وہ ان انعامات خداوندی سے سرفراز ہوئے جس کا ذکر سورۂ بقرہ کی تلاوت شدہ آیات میں ہے۔ آیئے ہم آیات قرآن اور ارشاد نبوی کے مطابق اسوۂ اہل بیت کو اختیار اور آل اطہار سے محبت و عقیدت کا اظہار کریں تاکہ خدائی بشارت کے مستحقین میں شامل ہوسکیں، اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آیئے بارگاہ امام زین العابدین میں امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی زبان میں ہم بھی یوں عرض گذار ہوں ؎

اے ترا زین از عبادت وزتو زینِ عابداں
بہر ایں بے زینت از زین و صفا امداد کن

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وبارک وسلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۵)

قافلۂ حسین رضی اللہ عنہ کے

علم بردار حضرت عباس ابن علی رضی اللہ عنہ کی

شجاعت

سفر کربلا میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ آپ کے تین صاجزادگان حضرت زین العابدین، حضرت علی اکبر، حضرت علی اصغر، آپ کی دو محترم بیویاں، حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے چار نوجوان صاجزادگان حضرت قاسم، حضرت عبداللہ، حضرت عمر، اور حضرت ابوبکر، حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے پانچ فرزند (حضرت امام حسین رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کے سوتیلے بھائی) حضرت عباس ، حضرت عثمان ، حضرت عبداللہ ،
حضرت محمد اور حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین آپ کے ہمراہ تھے ۔ ان
کے علاوہ حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کے چار صاجزادگان ، حضرت مسلم بن عقیل
حضرت عبداللہ بن عقیل ، حضرت عبدالرحمٰن بن عقیل ، حضرت جعفر بن عقیل ،
حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے دو پوتے حضرت محمد و حضرت عون رضی اللہ
عنہم ، حضرت امام عالی مقام رضی اللہ تالیٰ عنہ کے ہمراہ سفر کربلا میں ساتھ تھے
ان میں حضرت مسلم بن عقیل کے علاوہ باقی افرادِ خانوادۂ نبوت کربلا میں
شریک ہوئے اور امام حسین عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے دادِ
شجاعت دیتے ہوئے جامِ شہادت نوش کیا۔ حضرت مسلم بن عقیل کربلا روانگی
سے قبل امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سفیر کی حیثیت سے کوفہ تشریف
لے گئے اور وہیں آپ کے کربلا پہنچنے سے قبل شہید کردیئے گئے ۔ اس طرح
صاجزادگان اہل بیت میں سے کل ۱۷ حضرات امام عالی مقام کے ہمراہ
مرتبہ شہادت سے سرفراز ہوئے ۔

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت
امام زین العابدین ، عمر بن حسن ، محمد بن عمر بن علی اور دوسرے کمسن شہزادگانِ
اہلِ بیت قیدی بنائے گئے ۔

کربلا والوں نے روشن کردیا اسلام کو
شمعیں گل ہوتی گئیں اور روشنی بڑھتی گئی

کربلا میں امام عالی مقام علیٰ جدہٖ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھیوں

کی وفاداری کا یہ بھی ایک بہت بڑا کارنامہ رہا ہے کہ جب تک ان میں کا ایک بھی باقی رہا (امام پاک کے بھائی اور بیٹے، بھتیجے وغیرہ) کسی بھی فردِ بنی ہاشم کو لڑنے کے لئے میدان جنگ میں نہیں جانے دیا۔ پہلے بریر بن حضیر بہت سے یزیدیوں کو واصل جہنم کر کے شہید ہوئے، پھر نافع بن ہلال اور مسلم بن عوسجہ شہید ہوئے، پھر حبیب بن مظاہر، حضرت حرؔ، زہیر بن قیس نے یکے بعد دیگرے مردانہ وار لڑتے ہوئے جام شہادت نوش کیا گیا۔ رضی اللہ عنہم

ان سب کی شہادت کے بعد اب اسد اللہ الغالب کے شیروں، فاطمۃ الزہراء کے دلاروں اور سید الانبیاء علیہ السلام کے جگر پاروں کے لڑنے کی باری آئی۔ ان کے میدان میں آتے ہی بڑے بڑے بہادروں کے دل سینوں میں لرزنے لگے پہلے، اولادِ عقیل نے شوقِ شہادت پورا کیا، پھر فرزندانِ علی یعنی حضرت عباس ابن علی رضی اللہ عنہما کے تین بھائیوں نے ایک ایک کر کے جامِ شہادت نوش کیا۔ ہر ایک سینکڑوں کوفیوں پر بھاری ہوتا اور زورِ یدِ اللٰہی سے یزیدی لشکروں کو درہم برہم کرتے اور قوتِ حیدری کے جوہر دکھاتے ہوئے بہت سے یزیدیوں کو جہنم واصل کرتے اور بہت سوں کو اپاہج بناتے ہوئے فرزند رسول علیہ السلام پر قربان ہو جاتے ہیں۔ (رضی اللہ عنہم) اس کے بعد گلشن ہاشمی کے مہکتے پھول حضرت قاسم ابن حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہما، چچا جان حضرت امام عالی مقام سے جہاد کی اجازت لیتے ہیں۔ سیف یداللٰہی کے جوہر دکھاتے، قوتِ بازوئے خیبر شکن کے جلوے دکھاتے، یزیدی فوجوں کے پشتے کے پشتے لگا دیتے ہیں اور پھر بدبختوں کے جمعِ غفیر سے گھمسان کی

جنگ لڑتے ہوئے زخموں سے چور چور آغوش عالی مقام میں گر کر اپنے پیاسے لبوں سے شہادت کا جام شیریں پی لیتے ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ وقت تھا کہ جب میدانِ کارزار زوروں پر تھا اور خانوادۂ نبوت پر تین دن گزر گئے تھے، پانی بند تھا، گلشن زہراء کے پیارے پیارے معصوم پھول پیاس سے کمہلا رہے تھے، اور کلیاں نڈھال ہوگئی تھیں۔ حضرت عباس ابن علی علمبردارِ قافلۂ حسین رضی اللہ عنہ، امام عالی مقام سے میدان کارزار میں جانے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ تمام بھائی، بھتیجے اور بھانجے تو بھوکے پیاسے جام شہادت نوش کر گئے مگر اب ننھے ننھے شیر خوار بچوں کا تڑپنا اور بلکنا نہیں دیکھا جاتا اجازت چاہی کہ فرات سے جا کر ایک مشکیزہ پانی لائیں اور ان پیاسوں کو بلائیں۔ حضرت عالی مقام اشک بار آنکھوں سے حضرت عباس رضی اللہ کو دیکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بھائی عباس تم ہی تو میرے علمدار ہو اگر پانی لانے میں تم شہید ہوگئے تو پھر میرا علم کون اٹھائے گا اور میرے زخم دل پر مرہم کون رکھے گا۔ عرض کیا اے امام عالی مقام میری جان آپ پر قربان مجھے پانی لانے کی اجازت دیجئے کہ ننھی معصوم جانوں کی پیاس کی تکلیف میری قوت برداشت سے باہر ہے، بس آخری تمنا یہی ہے کہ ساقیٔ کوثر کے جگر پاروں کو چند گھونٹ پانی پلا کر میں بھی اپنے بھائیوں کے پاس ساقی کوثر کے سائے میں پہنچ کر حوضِ کوثر سے جام نوش کروں۔ حضرت عباس کے اصرار پر حضرت سید الشہداء نے انہیں سینہ سے لگایا، پیشانی پر بوسہ دیا اور اشکبار آنکھوں کے ساتھ ان کو اجازت دیدی۔

اب شجاعت و بہادری اور وفا شعاری کی ایک لازوال تاریخ رقم ہونا شروع ہوتی ہے۔ حضرت عباس نے ایک مشکیزہ کندھے پر لٹکایا، تلوار ہاتھ میں لیئے گھوڑے پر سوار ہوئے اور فرات کی طرف اس عزم کے ساتھ روانہ ہوئے کہ یزیدی بھیڑیوں سے اپنی جان کی قیمت پر بھی گلشن زہرا کے کمھلائے پھولوں کی آبیاری کے لئے دریائے فرات سے پانی ہر قیمت لے کر آئیں گے۔ حضرت عباس کی یہ جدو جہد ساعت دو ساعت کی تھی لیکن ابن آدم کی تاریخ میں ایک سنہری نقش مرتسم کر گئی۔

پہلے تو حضرت عباس علمدار نے فرات کے گرد پہرہ دیتی ہوئی یزیدی فوج کو، محبت سے سمجھایا، خوفِ خدا اور شرمِ نبی سے ڈرایا کہ اے کوفیو! ذرا سوچو تو تم کن کا پانی بند کر رہے ہو، ان کا پانی بند کر رہے ہو جن کے در سے کبھی آج تک کوئی بھوکا پیاسا نہیں لوٹا، ان کا پانی بند کر رہے ہو جن کے جدامجد محمد رسول اللہ ﷺ شافعِ محشر اور ساقئ حوضِ کوثر ہیں، ذرا غور تو کرو، خدائے تعالیٰ سے ڈرو، حضور اکرم ﷺ سے شرم کرو افسوس صد افسوس! کہ تم لوگوں نے نواسۂ رسول کو خوشامدیں کر کے، خطوط پر خطوط بھیج کر یہاں بلوایا کہ تمھیں یزید کے ظلم و جور سے نجات دیں اور جب وہ سفر کی مشقتیں برداشت کر کے تمہاری سرزمین پر جلوہ افروز ہوئے تو تم نے ان کے ساتھ بیوفائی کی، ان کی جان کے درپے ہو گئے، دشمنوں سے مل کر ان کے رفقاء اور شہزادگان کو ایک ایک کر کے شہید کیا اور اس پر انتہا یہ کہ خاندانِ نبوت کے ننھے معصوم بچوں کو بھی پانی سے ترسا رہے ہو، سوچو تو قیامت کے دن تم ان کے نانا جان

ﷺ کو کیا منہ دکھاؤ گے؟ چلو تم بڑوں کو پانی نہ دو ان بچوں کیلئے تو خدارا چند گھونٹ پانی بھر لینے دو، لیکن ان بدبختوں کا دل نہ پسیجا انہوں نے یہی جواب دیا کہ جب تک حسین، یزید کی بیعت نہ کرلیں ہم پانی کا ایک قطرہ نہیں لینے دیں گے۔ یہ گستاخانہ جواب سن کر خونِ شبیری جوش میں آ گیا۔ حیدری جلال بھر اٹھا اور قوتِ خیبر شکنی نے تلوار ہاتھ میں لیکر دشمنوں کو للکارتے ہوئے کہا۔

مردِ حق باطل سے ہرگز خوف کھا سکتا نہیں
سر کٹا سکتا ہے لیکن سر جھکا سکتا نہیں

پھر حضرت عباس علمدار نے جرأت و بہادری کی وہ تاریخ رقم کی ایک دنیا گواہ بن گئی۔ اسد اللٰہی کچھار کا یہ شیر ان پر جھپٹ پڑا اور بجلی کی سرعت سے بہت سوں کو لقمہ اجل بناتا ہوا دریائے فرات کے ساحل پر پہنچ کر اپنے گھوڑے کو دریا میں اتار دیتا ہے، آپ نے مشکیزہ کو بھرا اور چلو ہاتھ میں پانی لیکر اپنے پیاسے ہونٹوں تک لگانا ہی چاہتے ہیں کہ اہل بیت کے خیموں کے پیاس سے بلکتے ہوئے ننھے ننھے بچوں کا خیال آجاتا ہے غیرتِ عشق یہ گوارا نہیں کرتی کہ ساقیٔ کوثر کے دلارے اور علی و فاطمہ کے جگر پارے تو پیاس سے تڑپیں اور عباس سیراب ہو جائیں چلو کا پانی فوراً دریا میں ڈال دیتے ہیں اور پانی کا مشکیزہ کاندھے پر ڈالکر برق رفتاری سے گھوڑے کو دوڑاتے امام عالی مقام کے خیمہ کا رخ کرتے ہیں۔ تین دن کی بھوک اور پیاس، صحرائے کربلاء کی تپش اور دھوپ کی شدت، اور میدان کارزار کی جدو جہد

سے ہونٹ اور زبان سوکھ چکے ہوں اور دریا کے ٹھنڈے پانی میں انسان کھڑا ہو اور پھر بھی پانی نہ پیئے یہ کون سا جذبۂ صادق تھا؟ یہ کیسا ایثار تھا؟ یہ کیسی قوتِ ارادی تھی؟ تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے، یہ عباس علمدار کا اپنے آقا و مولیٰ محمد رسول اللہ ﷺ اور ان کے آل و اصحاب وعترت کی عزت پر مر مٹنے کا جذبہ تھا!

عباس مشکیزہ لیکر واپس ہوتے ہیں، اسی سرعت اور تیزی کے ساتھ چھپٹتے پلٹتے، قوت بازوئے حیدری سے یزیدی فوج کے دل کو چیرتے، قتل کرتے، قریب تھا کہ خیمۂ آل عبا تک پہنچ جائیں کہ یزیدی فوج چاروں طرف سے گھیر لیتی ہے جسم کا انگ انگ تیروں سے چھلنی ہے کہ اتنے میں ایک شقی آپ کا داہنا بازو کاٹ دیتا ہے آپ زخم کی پروانہ کرتے ہوئے فوراً مشکیزہ بائیں بازو پر چڑھا لیتے ہیں اور اسی ہاتھ سے تلوار زنی بھی کرتے ہیں۔ پھر ظالموں نے پشت پر سے آ کر بائیں بازو کو کاٹ دیا، پھر آپ مشکیزہ دانتوں سے گرفت میں لے لیتے ہیں اور خیمہ کے اور اندر ننھے ننھے بچہ منتظر ہیں کہ چچا جان عباس اب پہنچا ہی چاہتے ہیں لیکن اتنے میں ایک شقی القلب یزیدی پیچھے سے ایک تیر مارتا ہے جو آپ کی پشت سے پار ہو کر مشکیزہ میں چھید کر دیتا ہے خیمہ کے دروازے پر پہنچنے سے پہلے ہی تمام پانی بہہ جاتا ہے اور آپ کی جان بھی لبِ بام آ جاتی ہے، زخموں سے چور چور گھوڑے سے گر پڑتے ہیں حضرت امام عالی مقام کو آواز دیتے ہیں کہ اے میرے بھائی جان میری خبر گیری کیجئے میں شرمندہ ہوں کہ آپ کے معصوم بچوں کو پانی نہ

پہنچا سکا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ آپ کے خون آلودہ چہرہ کو بوسہ دیتے ہیں، آپ کے سر کو اپنے زانو پر رکھتے ہیں کہ روح قفس عنصری سے پرواز کر جاتی ہے ۔انا للہ وانا الیہ راجعون

خاک ہو کر عشق میں آرام سے سونا ملا
جان کی اکسیر ہے الفت رسول اللہ کی

شدت غم سے امام کی زبان پر یہ الفاظ جاری ہوتے ہیں

الان انکسر ظھری (اب میری کمر ٹوٹ گئی)

پھر آپ کا لاشئہ مبارکہ اپنے کاندھوں پر اٹھا کر خیمے میں لاتے ہیں جہاں دیگر شہداءِ اہل بیت خاک وخون کے بستر پر آرام فرما ہیں وہیں آپ کو بھی حوران بہشت کے استقبال میں لٹا دیتے ہیں۔ سیدنا امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھ دیر تک اپنے بھائی کے گلِ رخ کو دیکھتے ہیں اور اپنے نانا جان، جانِ جہاں ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حشر کے دن ان کی سرخ روئی کی دعا کرتے ہیں۔ سید الشہداء شدت غم میں عباس علمبردار کے چہرۂ گلگوں کی اپنی نظروں سے بار بار بلائیں لیتے، ادھر عباس کا جسد خاکی امام کے قدموں میں ہے، اُدھر ان کی روح مبارک فردوس اعلیٰ میں رقص کناں وجد آگیں لہجہ میں گنگناتی ہے ۔

جان ہی دے دی جگؔر نے آج پائے یار پر
عمر بھر کی بے قراری کو قرار آ ہی گیا

☆☆☆

صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری صاحب
کی دیگر تصنیفات
محمد رسول اللہ ﷺ
اسوۂ حسنہ کے چراغ
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
اور عشق رسول ﷺ
صلوٰۃ و سلام
دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف
تاریخ نعت گوئی میں امام احمد رضا رضی اللہ عنہ کا مقام
کنزالایمان کی عرب دنیا میں پذیرائی
فضائل رمضان
امام احمد رضا اور تحفظ عقیدۂ ختم نبوت
اسوۂ حسنہ
اصلاح معاشرہ
اسلام میں عدل و احسان کا تصور

صدائے سنّیت

- حب خدا اور عشق رسول ﷺ کو اپنی محبت کا معیار بنائیے۔
- اپنے قلوب میں شمع عشق نبی ﷺ ہمیشہ فروزاں رکھئے۔
- صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اولیائے عظام رحمۃ اللہ علیہما کی تعظیم کیجئے۔
- نماز، روزہ اور دیگر شرعی احکام کی پاسداری کیجئے۔
- اپنے آقا ﷺ پر درود شریف کی کثرت کیجئے۔
- مسلک حق اہلسنّت وجماعت پر قائم رہئے۔
- اللہ و رسول ﷺ کے گستاخوں اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی توہین کرنے والے اور ہر گمراہ فرقہ سے بچتے رہئے۔
- یاد رکھئے اللہ کے رسول شافع محشر نبی مکرم ﷺ کا فرمان ذیشان ہے کہ :

"ایاکم و ایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم"

- ترجمہ: ان سے اپنے آپ کو بچاؤ ایسا نہ ہو کہ وہ تمھیں گمراہ کردیں ایسا نہ ہو کہ وہ تمھیں فتنہ میں ڈال دیں۔

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا (رجسٹرڈ)
اسلام آباد، کراچی